روحِ اعمال



Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صلی اللہ علی حبیبہٖ سیدنا محمدٍ وآلہٖ وسلم

حدیثِ پاک

انما الاعمال بالنیات

کا ترجمہ اور تشریح پیشِ خدمت ہے

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حُسنِ نیت کی دولت سے سرفراز فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد کریم سلطانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مانوی فمن کانت ھجرتہ الی اللہ ورسولہ فھجرتہ الی اللہ ورسولہ ومن کانت ھجرتہ الی الدنیا یصیبھا اوامراۃ تیزوجھا فھجرتہ الی ما ھاجر الیہ [1]

تمام اعمال کا انحصار نیتوں پر ہی ہے آدمی کو اس کی نیت کے مطابق ہی پھل ملتا ہے جس نے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کی یقیناً اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو گی۔ جس نے دُنیا کے حصول کے لئے یا کسی عورت سے شادی کرنے کی خاطر اپنے وطن کو خیرباد کہہ دیا تو (اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف نہ ہو گی بلکہ) اللہ کے ہاں اس کی ہجرت دنیاوی غرض کے لئے ہی ہو گی۔

ائمہ حدیث کی یہ عادت مبارکہ ہے کہ اپنی کتب احادیث کو اسی حدیث پاک سے شروع کرتے ہیں۔ یہ حدیث ان کی تصانیف کی "فاتحۃ الکتاب" کہلاتی ہے۔

اس حدیث پاک کی اہمیت واضح ہے اسے دین اسلام کی اصل اور بنیاد کہا جاتا ہے

قال ابوداؤد: إن ھذا الحدیث — إنما الاعمال بالنیات — نصف الاسلام، لان الدین إما ظاھر العمل او باطن وھو النیۃ [2]

---

[1] مشکوٰۃ وقال متفق علیہ

[2] الوافی صـ۹

امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ حدیث انما الاعمال بالنیات ۔نصف اسلام ہے کیونکہ ہمارا دین دو حصوں میں منقسم ہے ۔ظاہر یعنی عمل ۔ باطن یعنی نیت ۔

قال الامام احمد والشافعی :۔ یدخل فی حدیث ۔ اِنما الاعمال بالنیات ثلث العلم وسبب ذالك ان کسب العبد یکون بقلبہ ولسانہ وجوارحہ فالنیۃ بالقلب احد الاقسام الثلاثۃ [1]

حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ فرماتے ہیں ۔ حدیث "انما الاعمال بالنیات" میں ایک تہائی علم ہے کیونکہ کسبِ عبد دل ، زبان اور اعضائ سے ہے ۔ دل سے نیت کرنا تین قسموں میں سے ایک ہے ۔

غور فرمائیے ! بعض علمائ اسے ثلثِ علم اور بعض اسے نصف دین سے تعبیر کرتے ہیں لیکن حقیقتاً یہ کل دین ہے کیونکہ اگر نیت میں فساد اور بگاڑ ہو تو تمام اعمال اکارت جاتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ملاحظہ ہو ۔

إن فی الجسد المضغۃ ان صلحت صلح الجسد کلہ وان فسدت الجسد کلہ الا وھی القلب ۔

جسم انسانی میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے ۔ اگر وہ درست ہو تو تمام جسم درست ہے اگر وہ فاسد ہو تو تمام جسم فاسد ہے ۔

سُن لیجئے ! وہ گوشت کا ٹکڑا دل ہے ۔

فرمان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں یہ بات واضح ہوئی ۔ جسم انسانی سے

[1] الوافی ص۱

صادر ہونے والے تمام اعمال کا انحصار دل کی نیت پر ہے اگر نیت درست ہے تو اعمال بھی درست ہیں اگر دل کی نیت میں ہی فساد ہے تو وہ اعمال جو فی نفسہ اچھے ہیں فسادِ نیت کے اثر سے وہ عنداللہ مردود ہو جائیں گے۔

قیامت کے دن تین آدمیوں کو بارگاہِ خداوندی میں پیش کیا جائے گا۔

(۱) مجاہد (۲) عالم (۳) سخی

مجاہد سے اللہ فرمائے گا میں نے تمہیں یہ یہ نعمتیں دیں تو نے ان نعمتوں کا کیا حق ادا کیا؟

عرض کرے گا۔ الٰہی تیری رضا کی خاطر جہاد کیا اور تیری ہی رضا کی خاطر اپنی جان قربان کر دی۔

اللہ فرمائے گا تو نے جھوٹ بولا۔ تو نے اس لئے جہاد کیا تھا کہ لوگ تجھے مجاہد کہیں۔ دُنیا میں تیرے مجاہد ہونے کا چرچا ہو چکا ہے۔

اور پھر فرشتوں سے فرمائے گا۔ اسے منہ کے بل گھسیٹتے ہوئے جہنم میں پھینک دو۔

پھر عالم سے اللہ فرمائے گا تو نے میری نعمتوں کا کیا حق ادا کیا۔ وہ عرض کریگا الٰہی میں نے علم حاصل کیا اور تیری رضا کے لئے دوسروں کو سکھایا۔

اللہ فرمائے گا۔ تو نے جھوٹ بولا۔ تو نے فقط اس لئے پڑھا اور پڑھایا کہ لوگ تجھے عالم کہیں۔ سو دُنیا میں تجھے عالم کہا جا چکا ہے۔

پھر فرشتوں سے حکم ہوگا۔ اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دو۔

پھر سخی سے اللہ فرمائے گا تو نے میری نعمتوں کا کیا حق ادا کیا وہ عرض کرے گا الٰہی میں نے تیری رضا کے لئے خیر کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔

اللہ فرمائے گا۔ تو نے جھوٹ بولا۔ یہ سب کچھ تو نے اس لئے کیا کہ لوگ تجھے سخی کہیں

سو دُنیا میں تجھے سخی کہا جاچکا ہے۔

فرشتوں کو حکم ہوگا اسے مُنہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دو۔

اے اللہ ! اے ارحم الراحمین !

اے ستار و غفار!

ہم سب مسلمانوں کو فسادِ نیت سے بچا۔ ہمارے اعمال کو ریا کاری اور دکھلاوے سے محفوظ فرما۔ تیری عنایت اور توفیق کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔

اے نیکیوں کی توفیق دینے والے اللہ! ہمیں اس نیکی کی توفیق عطا فرما جو تیری بارگاہ میں میں مقبول و منظور ہو۔

آمین بجاہ حبیبک الاکرم صلی اللہ علیہ وسلم

اِنَّمَا لِامْرِءٍ مَّا نَوٰی

یقیناً انسان کے لئے وہی اجر ہوگا جس کی اس نے نیّت کی۔

اے مسلمان بھائی!

حدیث پاک کے یہ الفاظ ہمیں جھنجھوڑ رہے ہیں کہ ہم اپنی نیتیں اچھی کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ فقط معمولی سی بات سے ساری محنت اکارت جائے۔

من سرّہ ان یکمل لہ عملہ فلیحسن نیتہٗ [1]

جو فرزند آدم اس بات میں خوشی محسوس کرتا ہے کہ اس کا عمل مکمل ہو اسے چاہیئے کہ وہ

[1] جامع العلوم والحکم منقولاً عن بعض السلف

اپنی نیّت اچھی کرے۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ معمولی کام کو نیت غیر معمولی بنا دیتی ہے۔

رب عمل صغیر تعظمہ النیۃ [1]

کتنے ہی چھوٹے عمل ہیں کہ نیّت انہیں بڑا بنا دیتی ہے۔

آپ اپنے مکان میں کھڑکی اور روشندان بناتے وقت یہ نیّت کریں کہ ان کے ذریعے

اشھدان لا الٰہ الا اللّٰہ و

اشھدان محمد الرسول اللّٰہ

کی ایمان افروز آواز آئے گی۔

کاروبار کرتے وقت نیّت کیجئے کہ تجارت کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنت ہے

کپڑے پہنتے وقت نیّت کیجئے کہ اس کے ذریعے میں دلجمعی سے اللہ کی عبادت کروں گا۔

دوپہر کو سوتے وقت نیّت کیجئے کہ قیلولہ کرنا مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنت ہے۔

الغرض جو کام بھی کیجئے اس سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا طلب کیجئے۔ انشاء اللہ آپ کا ہر عمل حقیقی عمل ہوگا اور اس کا بے حساب اجر ملے گا۔

آپ اسی نقطہ نظر پر قائم رہیئے۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ کی رحمت آپ کو ان خُوش قسمت اصحاب کے زمرہ میں داخل کر دے۔ جن کے بارے میں اسی پروردگار جل جلالہٗ نے ارشاد فرمایا ہے۔

---

[1] جامع العلوم والحکم منہ قول عبداللہ بن المبارک۔

رجال لا تلهیهم تجارة ولا بیع عن ذکر اللّٰہ

کتنے ہی ایسے خوش قسمت افراد ہیں جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرسکتی۔

فمن کانت ھجرتہ الی اللّٰہ ورسولہ

ہجرت کا لغوی معنی ہے چھوڑنا۔

الھجرة الترک

اصطلاح میں اس کی تعریف یوں ہوگی۔

الھجرة: ھجران بلد الشرک والانتقال منہ الی دار الاسلام۔

دارالشرک والکفر کو چھوڑنا اور دارالاسلام میں منتقل ہوجانا ہجرت شرعی کہلاتا ہے۔

الشیخ ابراہیم بن مرعی بن عطیہ رحمۃ اللہ خوف الفتنہ اور طلب اقامۃ الدین کا اضافہ کرتے ہیں۔ الفاظ ملاحظہ ہوں۔

مفارقة دار الکفر الی دار الاسلام خوف الفتنة وطلب اقامة الدین [1]

وطن، گھر، عزیز و اقارب، اصحاب و احباب، مال و دولت اور جائیداد کو چھوڑنا کوئی معمولی عمل نہیں ہے لیکن صرف دل کی نیت سے ہی اس عمل میں بڑا فرق آجاتا ہے۔

ایک وہ آدمی جو اپنا وطن اور عزیز و اقارب، اسلام اور دین سے محبت کی خاطر چھوڑتا ہے۔

[1] شرح البشر حنیفی علی الاربعین النوریہ ص۵۶

دوسرا وہ آدمی جو انہی چیزوں کو کسی دنیاوی منفعت کے لئے چھوڑتا ہے ظاہر ہے ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

وہ فرزندِ آدم بڑا خوش نصیب ہے جس کے سینے میں اسلام کی تڑپ ہے وہ اس دینِ حنیف کی خاطر سب کچھ لٹا دیتا ہے۔ اسے نہ عزو جاہ مطلوب ہے اور نہ ہی مال و دولت، وہ فقط اسلام کی خاطر جیتا ہے اور اسلام ہی کی خاطر اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کرتا ہے۔

طوبی لہ ثم طوبی لہ

لیکن وہ انسان انسان نہیں جو دین کے لبادے میں دُنیا کا طلب گار ہو۔ جبہ و دستار کے پردے میں خالص دُنیا دار ہو۔ لوگ تو اس کے پاس دین سیکھنے کے لئے آئیں لیکن وہ خود سرتاپا دنیا میں غرق ہے۔

اللھم نعوذ بک منہ

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تعلق کی نوعیت کو کوئی نہ سمجھ سکا۔
قرآن کریم میں جگہ جگہ اللہ نے اپنے نام کے ساتھ اپنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ذکر کیا۔ چند آیات ملاحظہ ہوں۔

من یطع اللہ ورسولہ یدخلہ جنت تجری من تحتھا الانھار۔ من یعص اللہ ورسولہ ویتعد حدودہ یدخلہ نارا خالدا فیھا إن الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والآخرۃ وما نقموا الا ان اغناھم اللہ ورسولہ من فضلہ۔

بعض مقامات پر رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیدیا۔

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ۔

درج ذیل آیت میں تو تعلق اپنی انوکھی شان سے نظر آتا ہے ۔

واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ ان کانوا مومنین ۔

اپنے اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ضمیر واحد استعمال کی جس کا کیف اہل نظر ہی جانتے ہیں ۔

حدیث پاک کے زیر نظر حصہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنّت الٰہیہ کے مطابق اللہ کا اور اپنا ذکر اکٹھا فرمایا۔

فمن کانت ھجرتہ الی اللہ ورسولہ فھجرتہ الی اللہ ورسولہ ۔

اللہ اور اسکے رسُول کی طرف ہجرت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مکّہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے تو تمام مسلمان اپنے اپنے وطن سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ پہنچنا شروع ہو گئے اور آقا علیہ السلام کے سحاب رحمت سے اپنی اپنی کشت ایمان کو سیراب کرنے لگے ۔ اس عالم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فرمانا ۔

" جس نے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کی تو یقیناً اسکی ہجرت اللہ اور اسکے رسول کی طرف ہی ہے ۔"

ایمان والے پر یہ واضح کرتا ہے کہ بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچنا درحقیقت بارگاہِ خُداوندی میں پہنچنا ہے ۔ اگر اللہ جل شانہٗ کو پانا چاہتے ہو تو در حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر

پر حاضر ہو جاؤ۔ جہاں مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ہی توجہ مبارک سے تمہارے دل کی آنکھوں میں وہ نُور پیدا ہو گا جس سے جمال الٰہی کا مشاہدہ نصیب ہو گا۔

ومن كانت هجرته الى دُنيا يصيبها الخ

جو انسان دار الکفر کو چھوڑتا ہے حصُول دُنیا کے لئے یا اپنے وطن کو اِس لئے خیر باد کہتا ہے کہ میں دار الہجرہ پہنچ کر فلاں عورت سے شادی کروں گا۔ ان دونوں صُورتوں میں اسے ہجرت شرعی کا اجر و ثواب نہ ملے گا۔

شارحین اس حدیث کے پس منظر کے طور پر ایک واقعہ تحریر کرتے ہیں۔

خطب أعرابي إمرأة يقال لها أم قيس فأبت ان تتزوجه حتى يهاجر، فهاجر فتزوجته۔

ایک اعرابی نے ایک ام قیس نامی عورت کو پیغام نکاح بھیجا اس عورت نے انکار کر دیا اور نکاح کی شرط یہ لگائی کہ وہ بھی ہجرت کر جائے۔ اس اعرابی نے بھی ہجرت کی پھر اس نے نکاح کر لیا۔

غور کیجئے! اس مہاجر ام قیس کو مہاجر الی اللہ و رسولہ کا اجر و ثواب تو نہیں مل سکتا۔ وجہ یہی ہے کہ اسے وہ نیت نصیب نہ ہوئی جو مہاجر الی اللہ و رسولہ کو نصیب ہوتی ہے۔

یا مقلب القلوب اصلح احوالنا واجعل سرنا احسن وازکی بجاہ حبیبك الاتقی ونبیك الازکی صلی اللہ علیہ وسلم۔

اعمال کی دو قسمیں ہیں

(۱)۔ اعمال حسنہ

(۲)۔ اعمال قبیحہ

نیت کا تعلق اعمال حُسنہ کے ساتھ ہے یعنی ان اعمال کے بجالاتے وقت اگر نیت اچھی ہے تو ان کے حُسن کو چار چاند لگ جائیں گے اور اگر بجا آوری کے وقت نیّت اچھی نہ ہوئی تو اعمال کا حسن ختم ہو جائے گا اور وہ اعمال فی نفسہ حسنہ ہونے کے باوجود اسکے حق میں غیر حسنہ ہوں گے۔

لیکن اعمال قبیحہ کسی بھی نیت کے ساتھ حسنہ نہیں ہو سکتے۔ کوئی آدمی چوری کرتے وقت یہ نیت کرے کہ اس مال کو غرباء میں تقسیم کردوں گا تو اس کی ایسی نیت چوری کو کسی بھی صُورت اعمال محمودہ کے زمرہ میں شامل نہیں کرسکتا۔

حُسن نیت بہت بڑی دولت ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص عطیہ ہے جو وہ کسی کسی کو عطا فرمایا کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث پاک ملاحظہ ہو۔

عن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اکثر شھداء التی اصحاب الفرش [1]	حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! بیشک میری اُمت میں ان شہدا کی کثرت ہے جن کی موت بستروں پر آئی۔

[1] جامع العلوم والحکم ۹/

یعنی وہ آدمی جس کی تمنا اور حسرت یہی کہ اللہ تعالیٰ اسے شہادت کی موت عطاء فرمائے اور جہاد میں شریک ہونے کی نیت بھی کرتا رہا لیکن اس کے مُقدر میں اس ظاہری جہاد میں شریک ہونا نہ تھا لیکن اللہ رب العزت اس کو اسکی نیت صالح کا اجر یہ عطاء فرمائے گا کہ قیامت کے دن وہ شہداؤں کی صف میں کھڑا ہو گا۔

اِسی چیز کو مدنظر رکھ کر بعض بزرگانِ دین نے ارشاد فرمایا :

من سرہ ان یکمل لہ عملہ فلیحسن نیتہٗ [1]	جسے یہ بات پسند ہو کہ اس کا عمل پایہ تکمیل تک پہنچے اُسے چاہیئے کہ وہ اپنی نیت درست کرے۔

بزورگانِ دین کا یہ ارشاد گرامی بالکل برحق ہے کیونکہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

فضیل ابن عیاض رحمۃ اللہ فرماتے ہیں :

انما یرید اللہ عزوجل منک نیتک وارادتک [2]	اے بندے! اللہ تعالیٰ تجھ سے تیرے حسن نیت اور نیک ارادے کا طلبگار ہے۔

---

[1] جامع العلوم والحکم ۱۰

[2] جامع العلوم والحکم ۱۲

صحیح مسلم کی ایک روایت ملاحظہ ہو۔

مثل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الرجل یقاتل شجاعة ویقاتل حمیه ویقاتل ریاءً فأیّ ذالك فی سبیل اللہ؟ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قاتل لتکون کلمة اللہ هی العلیاء فهو فی سبیل اللہ [1]

رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ایک آدمی جہاد میں شریک ہوا شجاعت کے جوہر دکھلانے کے لئے دوسرا اسی جہاد میں حمیت کی غرض سے شریک ہوا اور تیسرا دکھلاوے کے لئے شریک ہوا تو ان میں سے کس کے جہاد کو جہاد فی سبیل اللہ کہا جائے گا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس آدمی کا جہاد جہاد فی سبیل اللہ ہوگا جو اس نیّت سے جہاد میں شریک ہوا کہ کلمۃ اللہ الٰہی کا بول بالا ہو اور وہ رفعت و بلندی سے ہمکنار ہو۔

حسنِ نیّت کی برکات کو سمجھنے کے لئے مسند ابی یعلیٰ کی یہ روایت بھی فائدہ سے خالی نہ ہوگی۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یقول اللہ للحفظة یوم القیامة اکتبو للعبدی کذا وکذا من الاجر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کراماً کاتبین فرشتوں سے فرمائے گا میرے اس بندے کیلئے

---

[1] جامع العلوم والحکم ۱۹

فیقولون فیقولون یا ربنالم نحفظ ذالك ولا هو فی صحیفتہم فیقول اللہ تعالیٰ انہ نواہ [1]

اتنا اتنا اجر لکھ دو وہ عرض کریں گے اے ہمارے پروردگار! ہمیں تو اس کا ایسا کوئی عمل یاد نہیں اور نہ ہی اس کے نامہ اعمال میں اسکا ذکر ہے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا اس نے اس کام کی فقط نیت کی تھی۔

صرف رضائے الٰہی کے لئے اچھے عمل کی نیت کر لینے سے ہی وحدہ لاشریک راضی ہو جاتا ہے اور ایسے آدمی کو قیامت کے دن اپنی خصوصی نوازشات سے نوازے گا

انہ یوتی بالعبد یوم القیامتہ فید فع لہ کتاب فیاخذ بیمنیہ فیجد فیہ حجاً وجہاداً وصدقۃ مافعلہا فیقول یارب لیس ھذا کتابی مافعلتُ شیئاً من ذالك فیقول اللہ تعالیٰ ھذا کتابك لانك عشت عمراً طویلاً وانت تقول لوکان لی مال حججتُ منہ لوکان لی مال تصدقت منہ فعرفت ذالك من صدق نیتك واعطیت ثواب

قیامت کے دن ایک بندے کو بارگاہِ ذوالجلال میں لایا جائے گا اور اسے اس کا نامہ اعمال دیا جائے گا۔ وہ اسے دائیں ہاتھ میں پکڑے گا اس میں وہ حج۔ جہاد اور صدقہ لکھا ہوا پائے گا جو اس نے نہ کیا ہو گا پس وہ اللہ تعالیٰ سے عرض کرے گا اے میرے ربّ! یہ میرا نامۂ اعمال نہیں ہے کیونکہ میں نے دُنیا میں یہ کام نہیں کئے تھے۔ (جو اس اعمال نامہ میں درج ہیں) تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا یہ نامہ اعمال تیرا ہی ہے کیونکہ تُو نے طویل عمر پائی اور تو کہا کرتا تھا اگر

---

[1] المجالس السنیہ ۱۰/۱

ذالك كلّهٗ [1]

میرے پاس مال ہو تو میں حج کروں اگر میرے پاس مال ہو تو میں صدقہ کروں تیرے اس صدق نیت کو میں جانتا تھا اس لئے میں نے اس سب کا ثواب تجھے عطا فر دیا۔

اس حقیقت اُمّت کے والی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یُوں بھی ارشاد فرمایا۔ جسے مشہور صحابی رسول حضرت جابر بن عبد اللہ بیان فرماتے ہیں۔

عن ابی عبد اللہ جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ قال کنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی غزاۃٍ فقال اِن بالمدینۃ رجالاً ما سِرتم مَسیراً وَلا قطعتم وادیاً الاکانو معکم حسبھم المرضُ وفی روایۃ الّا شرکوکم فی الاجر [2]

حضرت ابو عبد اللہ جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں ہم ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں شریک تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مدینہ منورہ میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ جو بھی سفر تم نے طے کیا اور جس بھی وادی کو تم نے عبور کیا وہ تمہارے ساتھ ہیں انہیں بیماری نے روک رکھا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ لوگ اجر میں تمہارے ساتھ ہیں

بخاری کی روایت ملاحظہ ہو۔

عن انس رضی اللہ عنہ قال

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

---

[1] المجالس السنیہ ص۱۱
[2] ریاض الصالحین وقال اخرجہ مسلم

رجعنا من غزوۃ تبوک مع النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان اقواماً خلفنا بالمدینۃ ماسلکنا شعبا ولا وادیا الاوھم معنا حبسھم العذر[1]

فرماتے ہیں ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں واپس لوٹ رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہمارے پیچھے مدینہ منورہ میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ ہم جس گھاٹی سے گزرے یا جس وادی کو عبور کیا وہ ہمارے ساتھ تھے۔ انہیں عذر نے (ظاہری طور پر) ہمارے ساتھ نہ آنے دیا۔

حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جہاد کرنا کتنا بڑا ثواب ہے۔ اور غزوہ تبوک میں شریک ہونا تو بہت بڑی سعادت ہے۔ کچھ لوگ بیماری کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ جا سکے لیکن ان کی نیت تھی کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جہاد کریں۔

اُمت کے والی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ صرف نیت کر لینے سے ہی اجر و ثواب میں شریک ہو گئے ہیں۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی کتنا خیرات و برکات سے بھرپور ہے۔

نیۃ المومن خیر من عملہ

مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

---

[1] ریاض العالمین للنووی وقال اخرجہ البخاری

بعض شارحین اسکا مفہوم اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

ان النیۃ المجردۃ من المومن خیر من عملہ المجرد عن النیۃ[1]

مومن کی وہ نیت جو عمل سے مجرد ہو اس عمل سے بہتر ہے جو بغیر نیت کے کیا گیا ہو۔

لیکن بعض شارحین کی رائے اس سے مختلف ہے اور اسے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

ان نیۃ المومن تبلغ الی حیث لا یبلغ العمل لان نیۃ ان یعبد اللہ تعالیٰ ولو عاش الف سنتہ وعملہ لا یبلغ ذالک

مومن کی نیت وہاں تک پہنچتی ہے۔ جہاں تک اس کا عمل نہیں پہنچ سکتا کیونکہ اس کی نیت ہوتی ہے کہ اگر وہ ہزار سال بھی زندہ رہے تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے گا لیکن اس کا عمل وہاں تک نہیں پہنچتا۔

انسانی زندگی ایک مقررہ وقت تک ہے اس کے بعد اسے اس دار فانی سے کوچ کرنا ہے لیکن بندہ مومن کی یہ نیت ہوتی ہے کہ اگر اللہ مجھے قیامت تک زندگی دے تو میں اپنا سر بندگی اس کی بارگاہ میں جھکا دوں گا تو اللہ وحدہ لاشریک ایسے بندہ مومن کو قیامت تک عبادت کا ثواب عطا فرماتے گا۔

وما ذالک علی اللہ بعزیز

انسان کتنا ہی گناہگار کیوں نہ ہو اس کے اعمال نامہ میں بدیوں کی تعداد اگرچہ حد و شمار

---

[1] المجالس السنیہ ص ۱۱

سے باہر ہو لیکن اگر وہ خلوصِ نیت سے اللہ تعالیٰ کی جانب اپنا قدم اُٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اس اقدام کو کبھی رائیگاں نہیں فرماتا۔

لیکن دوسری طرف ایک آدمی چاہے کتنا ہی پرہیزگار کیوں نہ ہو اس کے ماتھے پر سجدوں کے نشانات چمک رہے ہوں لیکن جب بھی شیطان کے پھسلاوے سے اسکی نیت میں فتور آئے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے نہیں بچ سکے گا کیونکہ

ان اللہ لا ینظر الی صورکم ولا الی اجسامکم ولکن ینظر الی قلوبکم ۔

یقیناً اللہ تعالیٰ نہ تمہاری صُورتیں دیکھتا ہے اور نہ تمہارے جسموں کو دیکھتا ہے لیکن اس کی نظر تو تمہارے دلوں پر ہے۔

دل کا فساد و بگاڑ انسان کی زندگی کی کمائی ضائع کر دیتا ہے دل کے فساد سے انسان مقربین کی فہرست سے اپنا نام خارج کروا دیتا ہے اور نیت کی خرابی اسے بدبختوں کے زمرے میں دھکیل دیتی ہے۔

دو سگے بھائی دُنیا میں رہتے تھے ایک عابد وزاہد تھا اور وہ پہاڑ کی چوٹی پر فروکش تھا وہیں اس کی زندگی کے شب وروز عبادتِ الٰہی میں گزر رہے تھے اُسکا دوسرا بھائی پہاڑ کے دامن میں رہتا تھا اس کے شب وروز فسق و فجور میں بسر ہو رہے تھے اور معصیت و گناہ اس کا شیوہ تھا۔

ایک دن اس عابد وزاہد نے خواہش کی کہ ابلیس کو دیکھنا چاہیئے تو ابلیس اس کے سامنے ظاہر ہوا اور وہ فوراً بولا۔ اے عابد وزاہد! تُو نے اپنی زندگی کے چالیس سال خوامخواہ مُصیبت میں گزار دیئے ابھی چالیس سال مزید تیری زندگی کے باقی ہیں۔

اس عابد کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی اور وہ سوچنے لگا میں نے واقعی چالیس سال کا

طویل عرصہ عبادت و ریاضت میں گزار دیا دُنیا کی عیش و آرام کا خیال تک نہ رکھا اب بیس سال دُنیاوی عیش و عشرت میں گزارنے چاہیں اور پھر بقیہ بیس سال توبہ و استغفار کرکے عبادت میں گذارنے چاہئیں۔

اتنا سوچ کر وہ اپنے عبادت خانہ کو خیر باد کہہ کر پہاڑ سے نیچے اُترنے لگا۔ اور اس کا رُخ اپنے بھائی کی طرف تھا جس کے گھر ہر قسم کی عیش و عشرت کا سامان تھا اور خُدا سے غافل کرنے والی اور شیطان کا دوست بنانے والی ہر چیز موجود تھی۔

دوسری طرف اس کا بدکار و بدکردار بھائی اپنی عیش و عشرت کی زندگی میں مست تھا اچانک اسے خیال آیا۔

میں نے اپنی ساری زندگی اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں گزار دی میرا سگا بھائی اللہ تعالیٰ سے مناجات کا لطف و لذّت حاصل کر رہا ہے اور اس کی عبادت کے انوار سے اپنے باطن کو منور کر رہا ہے۔ میرا بھائی تو جنّت میں جائے اور میں جہنم میں جلوں۔ اسی سوچ پر اس کے آنسو نکل آئے اور اپنا سب کچھ چھوڑ کر اپنے بھائی کی طرف روانہ ہوا۔

عجب منظر ہے عابد و زاہد گناہ کے ارادے سے نیچے آرہا ہے اور فاسق و بدکار سرشار ہو کر نیکی کے ارادے سے اُوپر جا رہا ہے۔

جب دونوں بھائیوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ رہ گیا تو عابد کا پاؤں پھسلا اور وہ اپنے بھائی پر گرا اور وہ دونوں نیچے گر گئے اور دونوں نے دم توڑ دیا۔

عابد و زاہد کا حشر صرف فسادِ نیت سے بدوں کے ساتھ ہوگا اور بدکار کا حشر صرف حُسنِ نیّت سے نیکو کاروں کے ساتھ ہوگا۔

حسنِ نیت جتنی عظیم دولت ہے فسادِ نیت اتنی ہی بڑی مصیبت ہے۔ فسادِ نیت سے انسان کا دین وایمان تباہ ہو جاتا ہے لیکن حسنِ نیت سے تباہ شدہ دین وایمان میں بہار آجاتی ہے اور اس کی سعادت کا گلشن مہک اُٹھتا ہے۔

رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے خوش نصیب کا ذکر فرمایا جس کی سابقہ زندگی گناہوں کی دلدل میں گزری اس سے وہ گناہ سرزد ہوئے کہ اس کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں لیکن اللہ ربّ العزت نے اسے اس کی زندگی کے آخری لمحات میں اپنی طرف رجوع کی تڑپ اس کے دل میں پیدا فرما دی جس سے اس کی تقدیر بدل گئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے۔

پہلی قوموں میں سے ایک آدمی نے ننادے اشخاص کو قتل کر دیا۔

پھر اس نے کسی سے پوچھا روئے زمین میں سب سے بڑا عالم کون ہے اسے ایک راہب کا پتہ بتایا گیا وہ اس راہب کے پاس پہنچا اور اس سے کہا۔

میں نے ننادے آدمی قتل کئے ہیں کیا میری توبہ ہو سکتی ہے؟

اس راہب نے جواب دیا۔

تیری توبہ نہیں ہو سکتی۔

(اسے غصہ آیا) اور اس نے اس راہب کو قتل کر کے سو کا عدد پورا کر دیا۔

پھر کچھ عرصہ کے بعد اس نے پوچھا۔

دُنیا کا سب سے بڑا عالم کون؟

تو اُسے ایک عالم آدمی کا پتہ بتا دیا گیا۔

اس نے اس عالم سے کہا!
میں نے سو آدمیوں کو قتل کر دیا ہے کیا میرے لئے توبہ کی گنجائش ہے؟
اس عالم نے جواب دیا۔
تیرے لئے توبہ کا ابھی دروازہ کھلا ہے، تیرے اور تیری توبہ کے درمیان کون حائل ہو سکتا ہے؟ (اس جگہ کو چھوڑ جا) اور فلاں بستی میں چلا جا وہاں کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مگن رہتے ہیں تو بھی جا اور ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر لیکن اس جگہ کی طرف پلٹ کر نہ آنا۔
(وہ سو آدمیوں کو قتل کرنیوالا توبہ کی نیت سے کر اللہ والوں کے ساتھ بقیہ زندگی گذارنے کے ارادے سے روانہ ہوا لیکن اللہ تعالیٰ کی بے نیازی کہ) وہ ابھی نصف راستہ ہی طے کر پایا تھا کہ پیام اجل آ گیا اور وہ وہیں فوت ہو گیا۔
اب رحمت کے فرشتے اور عذاب دینے والے فرشتے اس کی میت کے پاس اُتر آئے۔
رحمت والے فرشتوں نے کہا یہ تائب ہو کر دل و جان سے اللہ تعالیٰ کی طرف آ رہا تھا لیکن عذاب والے فرشتے کہنے لگے ابھی تک اس نے کوئی نیک عمل نہیں کیا۔
(فرشتوں کی اس بحث و تکرار سے یہ بات عیاں ہے کہ اس کے پاس ابھی تک عمل نام کی کوئی چیز نہ تھی اس کے پاس سرمایا تھا تو فقط نیت وہ توبہ کی نیت سے اللہ والوں کی بارگاہ میں حاضری کے لئے جا رہا تھا)۔
ان فرشتوں کے پاس ایک اور فرشتہ انسانی صورت میں آیا جس کو دونوں گروہوں

نے اپنا حاکم یعنی فیصلہ کرنے والا جج تسلیم کر لیا۔

اس فرشتے نے فیصلہ کیا۔

دونوں طرف کی زمین کی پیمائش کرو اگر وہ قریہ فاجرہ کے نزدیک ہو تو اسے ملائکہ عذاب لے جائیں اور اگر وہ قریہ صالحہ کے قریب ہو تو رحمت کے فرشتے لے جائیں۔

فرشتوں نے پیمائش کی تو جس طرف وہ ارادہ کر کے جا رہا تھا اس جگہ کے وہ نزدیک تھا اس لئے رحمت کے فرشتے اسے لے گئے۔ [1]

اور ایک روایت میں ہے کہ وہ قریہ صالحہ کی طرف صرف ایک بالشت نزدیک تھا تو اسے صالحین کے زمرے میں شامل کر دیا گیا۔

ایک روایت میں ہے کہ

اللہ ربّ العزت نے اس زمین کو جس طرف سے وہ آیا تھا حکم دیا تو پھیل جا وہ پھیل گئی اور اس زمین کو جس کی طرف وہ جا رہا تھا فرمایا قریب ہو جا وہ قریب ہو گئی پھر فرمایا اب پیمائش کرو تو پیمائش سے وہ ایک بالشت بھر نیک لوگوں کی بستی کے قریب پایا گیا تو مغفرت سے نواز دیا گیا۔

اس شخص کی نیّت اس درجہ کامل تھی کہ جب ملک الموت اس کی جان نکال رہا تھا تو یہ سینے کے بل گرا اور سرک کر نیک لوگوں کی بستی کے مزید قریب ہو گیا گویا وہ زبان حال سے کہہ رہا تھا۔

الٰہی میری تو یہی نیّت تھی کہ نیک لوگوں کے ساتھ بقیہ زندگی گذاروں لیکن اب

---

[1] بخاری

اگر زندگی نے وفا نہیں کی ۔ دم نکلتے نکلتے سینہ تو اس نیک لوگوں کی بستی کی طرف کرتا ہوا یہ کہہ رہا تھا۔

جتنا میرے بس میں تھا نیکوں کے قریب ہو گیا ہوں الٰہی اب میرے گزشتہ گناہوں کو دیکھ لے جو ہیں تو بہت بڑے اور ناقابل معافی یا پھر میری اس نیت کو دیکھ لے ۔ اگر نیت کی صداقت اُن گناہوں کا کفارہ ہو سکتی ہے تو مجھے نیت کا اجر عطا فرما۔

اللہ رب العزت نے اپنی شان کریمی سے اسے اس کی اس پُرخلوص نیت کا جو اجر دیا اس سے اس خالق و مالک کی شانِ رحمت کا عجب اظہار ہوتا ہے ۔

اللھم لا تحرمنا من فیض جودك ورحمتك فانك ارحم الراحمین ۔

مطبوعات مکتبہ صبح نور

آب کوثر اعلیٰ مجلّہ	120	از فقیہ عصر حضرت قبلہ مفتی محمد امین صاحب
آب کوثر کارڈ	60	ایضاً
البرہان	170	ایضاً
مابعد الموت	68	ایضاً

مفکر اسلام حضرت علامہ محمد کریم سلطانی دامت برکاتہم العالیہ کی تصانیف

☆مقاصد السالکین	150	☆حافظ قرآن، امام الانبیاء کی نظر میں	25
☆دعا عبادت کا جوہر	75	☆تعلیمات امام ربانی	15
☆ذکر الہی	27	☆یزید اپنے کردار کے آئینے میں	25
☆قیصر عار فاں	27	☆خزانہ آخرت	24
☆شاہ جیلاں	27	☆اخلاص واللّٰہیت	4
☆اسم جلالت	8	☆سنت کی اہمیت	6
☆رحمت حق اور اس کے جلوے	12	☆اسلام	10
☆حقیقت نبوت اور اصفیاءؑ کے مسالک	12	☆ایمان باللہ	10
☆چالیس احادیث مبارکہ	10	☆ایمان بالرسل	10
☆والدہ ماجدہ	18	☆ختم نبوت	10
☆رکعات تراویح	5	☆علم النبیؐ	10
☆معراج مومن کا ابتدائیہ	10	☆ایہا الولد (مترجم محمد کریم سلطانی)	25

مکتبہ صبح نور

جامعہ ریاض العلوم تبلیغ الاسلام

جامع مسجد خضراء پیپلز کالونی ڈی بلاک فیصل آباد

✆ 730833-730834

